حروف تہجی کا صحیح تلفظ

از: مولانا احتشام احمد نوری مصباحی
بسکھاری، امبیڈکر نگر
تخصص فی الفقہ: جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۴۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ با، تا، ثا، را وغیرہ حروف تہجی کو امالہ کے ساتھ بِے، تِے، ثِے، رِے پڑھنا ہندوستانیوں کی اپنی وضع ہے، اس طرح پڑھنا غلط ہے، اس کا صحیح تلفظ با، تا، ثا، را ہے۔

ان لوگوں کی یہ بات سراسر غلط اور حقیقت سے عدمِ واقفیت کی دلیل ہے اور مفسرین کرام کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حروف تہجی کی دو قسمیں ہیں: ثنائی جیسے با، تا، وغیرہ اور ثلاثی جیسے جیم شین وغیرہ۔ ثنائی کو تفخیم کے ساتھ با، تا، ثا، را پڑھنا اور امالے کے ساتھ بے، تے، ثے، رے پڑھنا دونوں فصیح اور درست ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ان میں تفخیم اصل ہے اور امالہ اس کی فرع ہے، امالے کے ساتھ پڑھنا بعض اہل عرب کی عادت ہے۔ اس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

اس مضمون میں بعض جگہ امالہ، تفخیم اور اشباع کے الفاظ آئیں گے؛ اس لیے ہم پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ مذکورہ الفاظ سے اصطلاحِ تجوید میں کیا مراد ہے تاکہ پوری گفتگو سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱) امالہ: زبر کو زیر کی طرف اور الف کو یا کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو امالہ کہتے ہیں۔ جیسے: بِے، تِے، ثِے اور "مجریٰها" میں رے۔

(۲) تفخیم: یہ چند معانی پر بولا جاتا ہے: (۱) کبھی امالے کے مقابلے میں بولا جاتا ہے تو اس سے اشباع (مدِّ صوت) مراد ہوتا ہے۔ (۲) کبھی ترقیق (بعض حروف کو باریک پڑھنا) کے مقابلے میں بولا

جاتا ہے تو اس سے مراد تغلیظ (حروف مستعلیہ اور بعض مقامات پر لام اور را کو پُر پڑھنا) ہوتا ہے۔
(۳) کبھی الف کو واو کے مخرج کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو بولا جاتا ہے، جیسے: ماہر اہل ادا قرّا حضرات ''صلاۃ'' اور ''زکاۃ'' کی ادا میں کرتے ہیں۔ ہم اس پوری گفتگو میں جہاں کہیں تفخیم کہیں گے اس سے مراد اشباع ہوگا۔

(۳) اشباع: حرکت کو اس طرح کھینچنا کہ فتحہ کی درازی سے الف، ضمہ کی درازی سے واو اور کسرہ کی درازی سے یا پیدا ہو۔

تعریف کے لحاظ سے اشباع کی تین صورتیں ہوئیں: (۱) فتحہ کی درازی سے الف پیدا ہو۔ (۲) ضمہ کی درازی سے واو پیدا ہو۔ (۳) کسرہ کی درازی سے یا پیدا ہو۔ اس مقام پر اشباع سے مراد اس کی صرف پہلی صورت ہے جس کی ادائگی میں قاری کا منہ کافی حد تک کھُل جاتا ہے۔

عربی زبان میں حروف تہجی کی کُل تعداد ۲۸؍ ہے، تلفظ کے اعتبار سے اِن حروف کی دو قسمیں بنتی ہیں: (۱) ثنائی (۲) ثلاثی۔

(۱) ثنائی: جو حرف ہجا تلفظ میں دو حروف پر مشتمل ہو اُسے ثنائی کہتے ہیں، جیسے: با، تا، ثا، حا، خا وغیرہ۔

(۲) ثلاثی: جو حرف ہجا تلفظ میں تین حروف پر مشتمل ہو اس کو ثلاثی کہتے ہیں، جیسے: دال، ذال، کاف، لام وغیرہ۔

اہل عرب اپنی عادت کے اعتبار سے ثنائیات کو امالے کے ساتھ بے، تے، ثے، پڑھتے ہیں اور ان ثلاثیات کو جن کے وسط میں الف ہو تفخیم (اشباع) کے ساتھ پڑھتے ہیں جیسے: دال، ذال، کاف وغیرہ اور زا کو دونوں طرح سے پڑھتے ہیں، لیکن یاد رکھیں کہ تفخیم اور امالہ دونوں عربوں کی مشہور لغتیں ہیں، فصحاے عرب کی زبانوں پر دونوں جاری ہیں۔ دونوں فصیح اور قراءت میں برابر ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ تفخیم اصل ہے اور امالہ اسی کی فرع ہے، امالہ کے ساتھ پڑھنا عربوں کی عادت ہے یہی وجہ ہے کہ بعض قرا حضرات سورۂ مریم کی پہلی آیت میں ھا اور یا کو امالے کے ساتھ ھے، یے عادت کے اعتبار سے پڑھتے ہیں اور بعض قرا حضرات تفخیم کے ساتھ ھا، یا اصل کے اعتبار سے پڑھتے ہیں اور بعض قرّا حضرات ھا کو امالے کے ساتھ اور یا کو تفخیم کے ساتھ، اسی طرح یا کو امالے کے ساتھ اور ھا کو تفخیم کے ساتھ دونوں کی رعایت کرتے ہوئے پڑھتے ہیں، یہی حال بعض دیگر فواتح سُوَر کا بھی ہے۔

دلائل ملاحظہ فرمائیں:

مفاتیح الغیب (تفسیر رازی) میں سورۂ مریم کی پہلی آیت کے تحت مذکور ہے:

إنّ حُرُوفَ الْمُعْجَمِ عَلَى نَوْعَيْنِ ثُنَائِيٍّ وَثُلَاثِيٍّ، وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ أَنْ يَنْطِقُوا بِالثُّنَائِيّاتِ مَقْطُوعَةً مُمَالَةً فَيَقُولُوا :بے، تے، ثے، وَكَذٰلِكَ أَمْثَالُهَا، وَأَنْ يَنْطِقُوا بِالثُّلَاثِيّاتِ الّتِي فِي وَسَطِهَا الْأَلِفُ مَفْتُوحَةً مُشْبَعَةً فَيَقُولُوا: دَالْ، ذَالْ، صَادْ، ضَادْ وَكَذَلِكَ أَشْكَالُهَا، أَمّا الزّايُ وَحْدَهُ مِنْ بَيْنِ حُرُوفِ الْمُعْجَمِ فَمُعْتَادٌ فِيهِ الْأَمْرَانِ، فَإِنّ مَنْ أَظْهَرَ يَاءَهُ فِي النُّطْقِ حَتّى يَصِيرَ ثُلَاثِيًّا لَمْ يُمِلْهُ، وَمَنْ لَمْ يُظْهِرْ يَاءَهُ فِي النُّطْقِ حَتّى يُشْبِهَ الثُّنَائِيّ يُمِلْهُ. يَنْبَغِي أَنْ يُعْلَمَ أَنّ إِشْبَاعَ الْفَتْحَةِ فِي جَمِيعِ الْمَوَاضِعِ أَصْلٌ وَالْإِمَالَةُ فَرْعٌ عَلَيْهِ وَلِهَذَا يَجُوزُ إِشْبَاعُ كُلِّ مُمَالٍ وَلَا يَجُوزُ إِمَالَةُ كُلِّ مُشْبَعٍ مِنَ الْفَتَحَاتِ.[۱]

ترجمہ: حروف تہجی کی دو قسمیں ہیں: ثنائی اور ثلاثی۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ ثنائیات کو امالے کے ساتھ بے، تے، ثے وغیرہ پڑھتے ہیں، اور ثلاثیات (جن کے بیچ میں الف ہو) کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ دال، ذال، صاد، ضاد وغیرہ پڑھتے ہیں۔ لیکن زا میں دونوں طرح سے پڑھنے کی عادت ہے؛ کیوں کہ جو لوگ تلفظ میں زای کی یا ظاہر کر کے اس کو ثلاثی بناتے ہیں وہ اس میں امالہ نہیں کرتے اور جو لوگ ظاہر نہ کر کے ثنائی بناتے ہیں وہ اس میں امالہ کرتے ہیں۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ سارے مقامات پر اشباعِ فتحہ اصل ہے اور امالہ اس کی فرع ہے؛ اسی لیے ہر امالہ والے کو اشباع کے ساتھ پڑھنا جائز ہے مگر ہر اشباع والے فتحہ کو امالے کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

”مواهب الجليل لتجلية مدارك التنزيل“ میں تفسیر رازي کی مذکورہ عبارت کا خلاصہ اس طرح مذکور ہے:

”قال في مفاتيح الغيب: إنّ حُرُوفَ الْمُعْجَمِ عَلَى نَوْعَيْنِ : ثُنَائِيٍّ وَثُلَاثِيٍّ (فنحو با، تا، ثا، ثنائية، ودال، ذال، كاف ثلاثية) وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ بإمالة الثُّنَائِيّاتِ (فَيَقُولُون: بِے، تِے، ثِے) و تفخيم الثلاثيات، وفي الزاي اعتيد الأمران؛ لأنه قد يلحق آخره ياء، وقد لا يلحق فيصير ثنائياً. ولا ريب أن التفخيم أصل، والإمالة فرع عليه، فمن قرأ بإمالة الهاء والياء معاً فعلى العادة ومن قرأ بتفخيمهما جميعا،

(۱) مفاتيح الغيب، ج: ۲۱، ص: ۱۷۹، دار الفكر، بيروت.

فعلى الأصل، ومن قرأ بإمالة إحداهما فلرعاية الجانبين. اھ بتلخيص.''[۱]

ترجمہ: *امام رازی مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں کہ حروف تہجی کی دو قسمیں ہیں: ثنائی اور ثلاثی۔ (با، تا، ثا جیسے حروف ثنائی ہیں اور دال، ذال، کاف جیسے حروف ثلاثی ہیں۔) اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ دو حرفی کو امالے کے ساتھ بے، تے، ثے اور تین حرفی کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور زا میں دونوں طرح سے پڑھنے کی عادت ہے؛ کیوں کہ کبھی اس کے آخر میں یا لاحق ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے تو وہ ثنائی ہوجاتا ہے۔ بلا شبہ تفخیم اصل ہے اور امالہ اسی کی فرع ہے؛ لہٰذا جس نے ''کہٰیٰعص'' میں ہا اور یا دونوں کو امالے کے ساتھ پڑھا تو عُرف وعادت کے اعتبار سے پڑھا اور جس نے دونوں کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ پڑھا تو اصل کے اعتبار سے پڑھا اور جس نے ان میں سے صرف ایک کو امالے کے ساتھ پڑھا تو دونوں کی رعایت کرتے ہوئے پڑھا۔*

حاشية محي الدين شيخ زاده على تفسير البيضاوي میں ہے:

''ولا خلاف في الأسماء الثلاثة وهي: كاف، وعين، وصاد؛ فإنها لا تمال بالاتفاق؛ وذلك لأنّ أسماء حروف التهجي على نوعين: ثنائي وثلاثي ، وَقَدْ جَرَتْ عَادَةُ الْعَرَبِ على أَنْ يَنْطِقُوا بِالثُّنَائِيَّاتِ مَقْطُوعَةً عما بعدها فَيَقُولُون: بے، تے، طے، ھے، وَكَذٰلِكَ أَمْثَالُهَا، وَعلى أَنْ يَنْطِقُوا بِالثُّلَاثِيَّاتِ الَّتِي وَسَطَهَا الْأَلِفُ بإشباع فتحتها فَيَقُولُون: دَالْ، ذَالْ، كافْ، صَادْ، وَكَذَلِكَ أَمْثَالُهَا ، أَمّا اسم الزاي فقد اختلفوا فى التلفظ به، فمنهم من أظهر الياء بعد الألف وجعله ثلاثيا فهو لا يميله، ومنهم من لم يظهر الياء ويجعله ثنائيا فهو يميله، والأصل فى جميع هذه المواضع إشباع الْفَتْحَةِ، وَالْإِمَالَةُ فَرْعٌ عَلَيْهِ، وَعَلى هٰذَا يَجُوزُ إِشْبَاعُ كُلِّ مُمَالٍ وَلَا يَجُوزُ إِمَالَةُ كُلِّ مُشْبَعٍ مِنَ الْمَفْتُوحَاتِ . اھ''[۲]

ترجمہ: *تین اسما کاف، عین اور صاد میں کوئی اختلاف نہیں ہے؛ کیوں کہ ان میں امالہ بالاتفاق نہیں ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حروف تہجی کی دو قسمیں ہیں: ثنائی اور ثلاثی۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ وہ ثنائیات کو امالے کے ساتھ بے، تے، طے، ھے وغیرہ پڑھتے ہیں، اور ثلاثیات (جن کے بیچ میں الف ہو) کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ دال، ذال، کاف، صاد وغیرہ پڑھتے ہیں، لیکن زا کے تلفظ میں اختلاف*

---

(۱)مواهب الجليل لتجلية مدارك التنزيل، ص: ٦٨، مجلس البركات، مبارك پور.

(۲)حاشية محي الدين شيخ زاده على تفسير القاضى البيضاوي، ج: ٥، ص: ٥٢٢، دار الكتب العلميه، بيروت

ہے، بعض حضرات الف کے بعد یا ظاہر کرکے اس کو ثلاثی بناتے ہیں تو وہ امالہ نہیں کرتے ہیں اور بعض حضرات الف کے بعد یا ظاہر نہ کرکے اس کو ثنائی بناتے ہیں تو وہ امالہ کرتے ہیں۔ سارے مقامات پر اصل اشباعِ فتحہ ہے اور امالہ اس کی فرع ہے؛ اسی وجہ سے ہر امالہ والے حرف کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ پڑھنا جائز ہے مگر ہر اشباعِ فتحہ والے حرف کو امالے کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسی حاشیہ شیخ زادہ میں "الم، وسائر الألفاظ التي يتهجى بها أسماء مسمياتها الحروف التي ركبت منها الكلم لدخولها في حد الإسم" کے تحت مذکور ہے:

"واستدل عليه ثانيا لوجود خاصة الإسم فيها من التعريف، والتنكير، والتصغير، والتوصيف، والإسناد إليه، والإضافة، والإمالة، والتفخيم الذي هو خلاف الإمالة حيث يقال: الألف، وألف، وأليف مقصورة أو ممدودة، قلبت الواو والياء ألفا، وقلبت الألف همزة، وألف التثنية، وألف الإشباع وتقول: با، تا، بالإمالة والتفخيم. اهـ[1] كذا في مفاتيح الغيب بعبارة أخرى.[2]

ترجمہ: ثانیاً ان الفاظ کے اسما ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ان میں اسم کی خاص علامتیں پائی جاتی ہیں، مثلاً: تعریف، تنکیر، تصغیر، توصیف، اسناد الیہ، اضافت، امالہ اور تفخیم جو امالہ کی ضد ہے۔ چناں چہ بولا جاتا ہے: الألف، ألفٌ، أُليفٌ مقصورةٌ أو ممدودةٌ، قلبت الواو والياء ألفًا، وقلبت الألفُ همزةً، وألف التثنية، وألف الإشباع۔ اور تم بولتے ہو: با، تا، تفخیم اور امالے کے ساتھ۔ اسی طرح مفاتیح الغیب کے اندر دوسرے الفاظ میں ہے۔

"الإكليل على مدارك التنزيل" میں "الم" ونحوه أمال حمزة وعلي وأبو عمرو کے تحت ہے:

"واختلف القرّاء في الحروف المقطعة التي في أوائل السور إذا كان آخرها ألفا مقصورة وهي: را، وطا، ويا، وحا. هل تقرأ بالإمالة أو بالتفخيم؟ فأمال "را" من جميع سورها إمالة محضة الكوفيون، إلّا حفصاً وأبا عمرو وابن عامر. وأمال

---

(۱) حاشية محي الدين شيخ زاده على تفسير القاضي البيضاوي، ج: ۱، ص: ۱۱۴، دار الكتب العلميه، بيروت

(۲) مفاتيح الغيب، ج: ۲، ص: ۲، دار الفكر، بيروت-

الإخوان وأبو بكر طا من جميع سورها نحو: "طس" (النمل ، الآية: ١) و "طسم" (الشعراء ، الآية: ١) ، و "طه" (طه، الآية:١، وأمال أبو بكر وحمزة والكسائی یا من "یٰس" (یٰس، الآیة: ١) و "كهيعص" (مريم، الآية: ١) ووافقهم ابن عامر في إمالة "كهيعص" (مريم، الآية: ١) دون "یٰس" (یٰس، الآية: ١) وأمال حمزة والكسائي وأبو عمر وورش وأبو بكر ها من "طه" (طه، الآية:١) وكذلك أمال ها من "كهيعص" (مريم، الآية:١) أبو عمرو والكسائی، وأبو بكر وابن ذكوان ، وأمال أبو عمرو وورش وحمزة والكسائی وأبو بكر وابن ذكوان "حا" من جميع "حٰم" السبع، إلا أنّ أبا عمرو وورشاً يميلان بين بين، والباقين يُميلون إمالة محضة، وقرأ ابن كثير وقالون وحفص وهشام "حٰم" بفتح الحاء فی جميع سُورها، وكلها ألفات صحيحة على أن الأصل في هذه الكلمات ترك الإمالة؛ لأنّ ألفاتها ليست منقلبة عن الياء، ومن أمالها فقد قصد بإمالتها على أنها أسماء لا حروف؛ لأنها أسماء للحروف المخصوصة وليست بحروف. اھ[1]

ترجمہ: *سورتوں کے شروع کے وہ حروف مقطعات جن کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے را، طا، ھا، یا، حا۔ انھیں امالہ یا تفخیم کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں قرّا حضرات کا اختلاف ہے۔ امام حفص، ابو عمرو اور ابن عامر شامی کے علاوہ قرائے کوفہ نے فواتح سور کی ساری را کو خالص امالے کے ساتھ پڑھا ہے۔ اخوان اور ابو بکر نے "طس"، " طسم " اور "طه" جیسی تمام فواتح سور کی طا کو امالے کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابو بکر، حمزہ اور کسائی نے "یٰس " اور "کھیعص " کی یا کو امالے کے ساتھ پڑھا ہے اور ابن عامر شامی نے "کھیعص " کی یا کے امالے میں ان کی موافقت کی ہے۔ لیکن "یٰس " کی یا میں موافقت نہیں کی۔ حمزہ، کسائی، ابو عمرو، ورش اور ابو بکر نے "طه" کی ھا کو امالے کے ساتھ پڑھا ہے، اسی طرح ابو عمرو، کسائی، ابو بکر اور ابن ذکوان نے "کھیعص " کی ھا میں امالہ کیا ہے۔ ابو عمر، ورش، حمزہ، کسائی، ابو بکر اور ابن ذکوان نے ساتوں "حم " کی حا میں امالہ کیا ہے۔ لیکن ابو عمرو اور ورش نے امالۂ بین بین کیا ہے اور باقی قرا نے خالص امالہ کیا ہے۔ ابن کثیر، قالون، حفص اور ہشام نے تمام "حم " کی حا کو تفخیم کے*

---

(١) الإكليل على مدارك التنزيل" ج:٤، ص: ١٩١، ١٩٢، دار الكتب العلمية، بيروت.

ساتھ پڑھا ہے اور یہ سارے الف، الفات صحیحہ ہیں اس بنیاد پر کہ ان کلمات میں اصل ترک امالہ ہے؛ کیوں کہ ان کے الف یا سے بدلے ہوئے نہیں ہیں اور جنھوں نے امالہ کیا ہے تو اسم مان کر امالہ کیا ہے؛ کیوں کہ یہ مخصوص حروف کے اسما ہیں، حروف نہیں ہیں۔

"الإتقان في علوم القرآن للسيوطي" میں ہے:

قال الدَّانِيُّ :الْفَتْحُ وَالْإِمَالَةُ لُغَتَانِ مَشْهُورَتَانِ فَاشِيَتَانِ عَلَى أَلْسِنَةِ الْفُصَحَاءِ مِنَ الْعَرَبِ الَّذِينَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلُغَتِهِمْ، فَالْفَتْحُ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ وَالْإِمَالَةُ لُغَةُ عَامَّةِ أَهْلِ نَجْدٍ مِنْ تميم وَأَسدٍ وَقَيْسٍ.

قَالَ: وَالْأَصْلُ فِيهَا حَدِيثُ حُذَيْفَةَ مرفوعا" :اقرؤوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا وَإِيَّاكُمْ وَأَصْوَاتَ أَهْلِ الْفِسْقِ وَأَهْلِ الْكِتَابَيْنِ ."

قَالَ :فَالْإِمَالَةُ لَا شَكَّ مِنَ الْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ وَمَنْ لُحُونِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا.

وَقَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْأَلِفَ وَالْيَاءَ فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءٌ قَالَ: يَعْنِي بِالْأَلِفِ وَالْيَاءِ التَّفْخِيمَ وَالْإِمَالَةَ .…

الْإِمَالَةُ :أَنْ يَنْحُوَ بِالْفَتْحَةِ نَحْوَ الْكَسْرَةِ وَبِالْأَلِفِ نَحْوَ الْيَاءِ كَثِيرًا وَهُوَ الْمَحْضُ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا: الْإِضْجَاعُ وَالْبَطْحُ وَالْكَسْرُ قَلِيلًا وَهُوَ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا: التَّقْلِيلُ وَالتَّلْطِيفُ وَبَيْن بَيْن. ...

وَأَمَّا الْفَتْحُ: فَهُوَ فَتْحُ الْقَارِئِ فَاهُ بِلَفْظِ الْحَرْفِ وَيُقَالُ لَهُ: التَّفْخِيمُ. ...

وَاخْتَلَفُوا :هَلِ الْإِمَالَةُ فَرْعٌ عَنِ الْفَتْحِ أَوْ كُلٌّ مِنْهُمَا أَصْلٌ بِرَأْسِهِ؟ وَوَجْهُ الْأَوَّلِ أَنَّ الْإِمَالَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا لِسَبَبٍ فَإِنْ فُقِدَ لَزِمَ الْفَتْحُ وَإِنْ وُجِدَ جَازَ الْفَتْحُ وَالْإِمَالَةُ فَمَا مِنْ كَلِمَةٍ تُمَالُ إِلَّا وفِي الْعَرَبِ مَنْ يَفْتَحُهَا فَدَلَّ اطِّرَادُ الْفَتْحِ عَلَى أَصَالَتِهِ وَفَرْعِيَّتِها.اھ[۱]

ترجمہ: امام ابو عمرو دانی نے فرمایا: اشباع فتحہ اور امالہ دونوں مشہور لغتیں ہیں، دونوں فصحاے عرب کی زبانوں پر جاری ہیں جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا۔ پس اشباع اہل حجاز کی لغت ہے اور امالہ

(۱) الإتقان في علوم القرآن، ج: ۱، ص:۱۹٤، مؤسسة الرسالة الناشرون.

قبیلۂ تمیم، اسد اور قیس عام اہل نجد کی لغت ہے۔

انھوں نے فرمایا: اس کی اصل حضرت حذیفہ کی یہ مرفوع حدیث ہے: ’’قرآن کو عربوں کے لہجے اور ان کے اندازِ ادا کے ساتھ پڑھو، فُساق اور یہود و نصاری کے اندازِ ادا سے بچو۔

فرمایا: امالہ بلا شبہ سات حروف سے ہے، لحون عرب اور ان کے انداز ادا سے ہے۔

اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے فرمایا: ہم سے بیان کیا وکیع نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا اعمش نے، وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے کہ انھوں نے فرمایا: وہ حضرات تفخیم اور امالہ کو قراءت میں برابر سمجھتے تھے۔

امالہ: زبر کو زیر کی طرف اور الف کو یا کی طرف زیادہ مائل کر کے پڑھنا۔ اور یہی خالص امالہ ہے اس کو اضجاع، بطح اور کسر بھی کہتے ہیں۔ یا تھوڑا مائل کر کے پڑھنا یہ دو لفظوں کے درمیان ہوتا ہے اس کو تقلیل، تلطیف اور بین بین بھی کہتے ہیں۔

اشباعِ فتحہ: حرف کا تلفظ کرتے وقت قاری کا اپنے منھ کو کھولنا، اسی کو تفخیم کہتے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ امالہ اشباعِ فتحہ کی فرع ہے یا دونوں مستقل اصل ہیں۔ پہلی صورت کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ امالہ بغیر سبب نہیں ہوتا ہے، اگر سبب موجود نہ ہو تو اشباعِ فتحہ لازم ہے اور اگر سبب موجود ہے تب بھی اشباعِ فتحہ اور امالہ دونوں جائز ہے، کوئی بھی کلمہ امالہ کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا ہے۔ مگر اہل عرب میں کچھ لوگ اس کو اشباعِ فتحہ کے ساتھ ضرور پڑھتے ہیں، تو اشباعِ فتحہ کا ہر جگہ جاری ہونا اس کے اصل ہونے اور امالہ کے فرع ہونے کی دلیل ہے۔

’’مواهب الجليل لتجلية مدارك التنزيل‘‘ میں ہے:

’’والتفخيم قد يطلق بمقابلة الإمالة فيراد به الإشباع، وقد يطلق بمقابلة الترقيق كما فى الراء واللام فيراد به التغليظ، وقد يطلق على إمالة الألف نحو مخرج الواو كما يعرفه أهل الأداء فى نحو الصلاة والزكاة. اھ[1]

ترجمہ: تفخیم کبھی امالے کے مقابلے میں بولا جاتا ہے تو اس سے اشباع مراد ہوتا ہے اور کبھی ترقیق کے مقابلے میں بولا جاتا ہے جیسا کہ را اور لام میں ہے تو اس سے تغلیظ مراد ہوتی ہے اور کبھی الف کو واو کے مخرج کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو بولا جاتا ہے جیسا کہ اہل ادا صلاۃ اور زکاۃ کی ادا

(۱)مواهب الجليل لتجلية مدارك التنزيل، ص: ٦٨، مجلس البركات، مبارك پور.

میں کرتے ہیں۔

”الدر النثير والعذب النمير شرح كتاب التيسير“ میں ہے:

واعلم أن الغالب على لغة الحجاز يين الفتح، والغالب على لغة بني تميم وغيرهم الإمالة، وكلاهما فصيح مستعمل.اهـ[1]

ترجمہ: جان لو کہ اہلِ حجاز کی لغت میں غالب الاستعمال اشباعِ فتحہ ہے اور بنی تمیم و غیرھم کی لغت میں غالب امالہ ہے اور دونوں فصیح و مستعمل ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات سے صاف عیاں ہے کہ عربی زبان میں حروف تہجی کو تفخیم اور امالہ دونوں کے ساتھ پڑھنا فصیح و درست ہے، دونوں قراءت میں برابر ہے؛ لہذا جو لوگ ان حروف کو امالے کے ساتھ بے، تے، ثے پڑھنا غلط قرار دیتے ہیں ان کی بارگاہ میں عرض ہے کہ وہ اس طرح پڑھنے کو غلط تصور نہ کریں، بلکہ اس کو بھی فصیح اور درست سمجھیں۔ ہاں! اگر کوئی بچوں کو تفخیم کے ساتھ با، تا، ثا پڑھائے تو اصل کے مطابق اور فصیح ہے اور اگر کوئی بے، تے، ثے پڑھائے تو یہ بھی غلط نہیں بلکہ صحیح اور فصیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱)الدر النثير والعذب النمير شرح كتاب التيسير، ص: ٤٥٨، دار الكتب العلمية، بيروت.